www.urdupalace.com

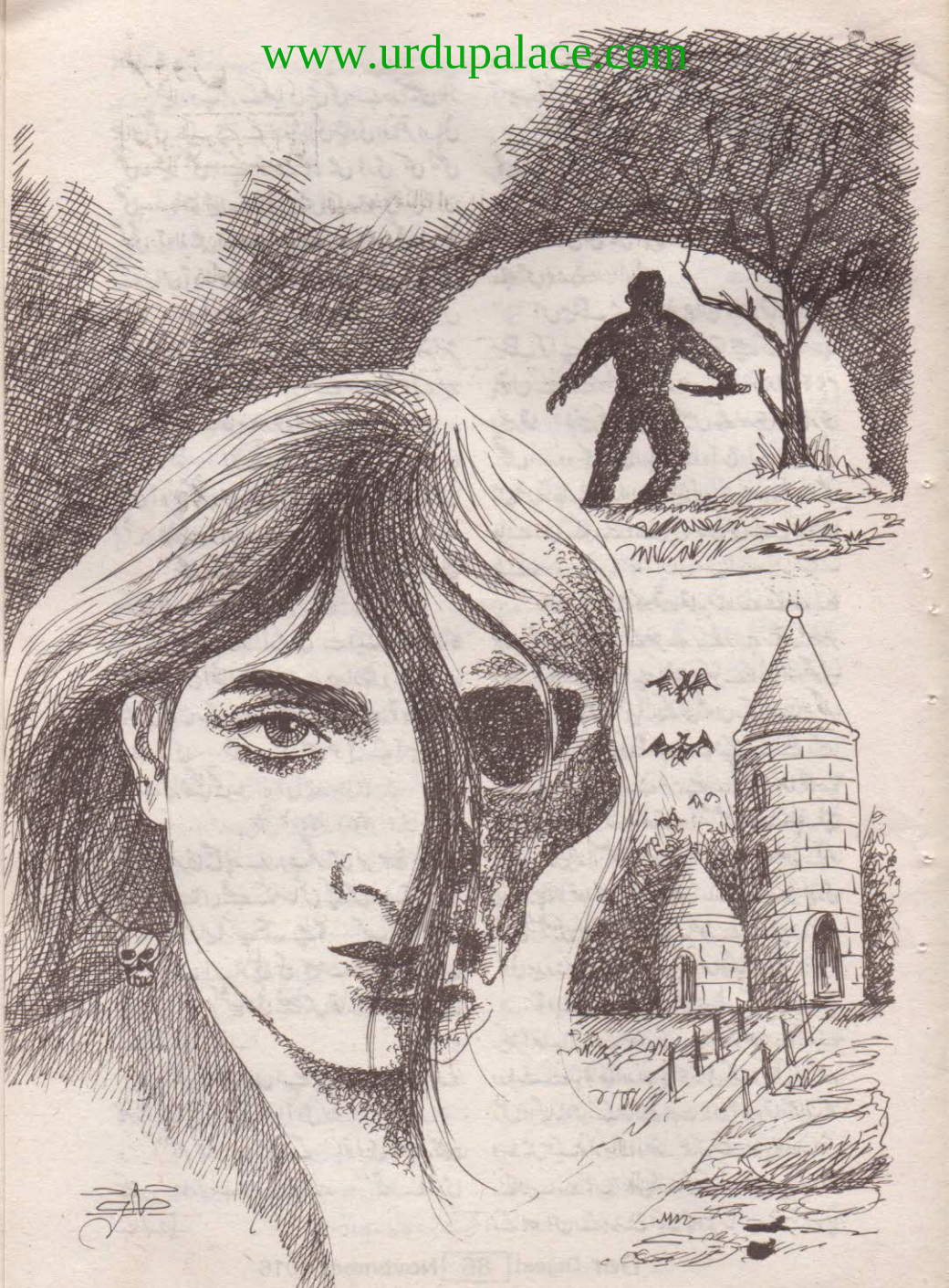

www.urdupalace.com

فردوس

رضوان علی سومرو۔کراچی

آئینے میں اچانک ایک مہیب خوفناک اور دل پر لرزہ طاری کرتا ہیولہ نمودار ہوا اور پھر اس ہیولے نے انسانی شکل اختیار کرلی پھر اس کا ہاتھ آئینے سے باہر نکلا تو اس نے خوبرو حسینہ کو پکڑلیا تو.....

دل ودماغ پر لرزہ طارتی کرتی خوف وہراس کے سمندر میں غوطہ زن خوفناک کہانی

آج پھر وہی رات تھی.....

قیامت کی رات، جو کہ روپ نگر والوں پر دہشت بن کر ٹوٹتی تھی۔ جب رات گزر جاتی تو صبح پورے روپ نگر میں کہرام مچ جاتا۔ کسی نہ کسی گھر سے کوئی نہ کوئی جوان خوب صورت لڑکی غائب ہوتی۔ اس کے بعد اس بدنصیب لڑکی کا کوئی پتہ نہ چلتا کہ وہ کہاں گئی؟.....اس طرح کئی لڑکیاں ہر ماہ چاند کی چودہ تاریخ کو غائب ہوچکی تھیں۔

آج رات بھی چاند کی چودہ تاریخ تھی، آج بھی کوئی نہ کوئی بدنصیب لڑکی ضرور غائب ہونی تھی، گاؤں والے جانتے تھے کہ تباہی وبربادی کی وجہ وہ پراسرار اور خوفناک حویلی ہے جو کہ کئی صدیوں سے خوف ودہشت کی علامت بن کر پورے روپ نگر پر چھا چکی ہے۔ یہ حویلی ایک بلند پہاڑی سلسلے پر واقع تھی جہاں سے پورا روپ نگر صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ اس حویلی کے متعلق کئی روایات مشہور تھیں، کوئی کہتا کہ ''اس میں کوئی بھوت رہتا ہے جو کہ اس حویلی سے رات کو نکلتا ہے اور پھر لڑکیوں کو لے کر چلا جاتا ہے۔'' کوئی کہتا کہ ''اس حویلی میں ملک دشمن تخریب کاروں کا بسیرا ہے۔ ایک روایت نے بہت زیادہ شہرت پائی۔

آج سے کئی ہزار سال پہلے روپ نگر پر ایک ظالم و جابر راجہ کی حکومت تھی۔ راجہ بے حد عیاش تھا۔ غریبوں پر ظلم ڈھانا اور انہیں ستانا ان کی بہن بیٹیوں کی عزتوں سے کھیلنا اس کا شوق تھا، ایک روز اس کی رعایا اس کے ظلم وستم سے تنگ آکر بغاوت کر بیٹھی.....راجہ یہ صدمہ سہہ نہ سکا اور اپنے آپ کو حویلی میں بند کرکے آگ لگادی.....راجہ تو مرگیا لیکن اس کی روح نے ان لوگوں سے اپنا انتقام لینا شروع کردیا۔

روپ نگر والوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا۔ وہ دن رات محنت کرتے، فصل اگاتے اسے کاٹتے لیکن اکثر اناج میں پراسرار طریقے سے آگ لگ جاتی انہیں اتنا ہی ملتا جس سے وہ اپنا پیٹ بھر سکتے، روپ نگر والوں نے شروع شروع میں عاملوں اور جادوگروں کو بلوا کر اس حویلی کو پاک کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔

اس رات کے 12 بج چکے تھے، روپ نگر کے سارے لوگ جاگ رہے تھے۔ خوف زدہ تھے کہ دیکھیں آج کی رات کس کا نمبر آتا ہے.....ساری نوجوان اور خوب صورت لڑکیاں ڈری سہمی اپنے اپنے کمروں میں تھیں کب کس وقت وہ قیامت ان پر نازل

www.urdupalace.com

ہو جائے.....

شیلا روپ نگر کے کھیا کی بیٹی تھی، بے حد حسین اور جوان تھی۔ ایک ہفتے کے بعد شیلا کی شادی ہونا قرار پائی تھی۔ شیلا بھی اپنے خواب گاہ میں ڈری سہمی بیٹھی تھی..... دفعتاً شیلا کے کانوں میں ایک تیز چیخ کی آواز گونجی، آواز میں اتنا درد و کرب تھا کہ وہ کانپ گئی۔

اس آواز کو روپ نگر کے دوسرے لوگوں نے بھی سنا تھا..... ان کی کیفیت بھی شیلا سے مختلف نہ تھی۔ اس پر انتہائی شدید قسم کی بے چینی سوار ہونے لگی تھی۔ وہ بستر سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ آنکھوں سے حد درجہ خوف اور چہرے پر دہشت ظاہر ہو رہی تھی۔

دفعتاً..... اس کے کانوں میں ایک تیز سیٹی کی جیسی آواز گونجی..... اسی لمحے وہ رکوع کے انداز میں فرش پر بیٹھ گئی۔

''مجھے بلا لے..... میرے آقا..... میں آ رہی ہوں آقا.....''

اسی لمحے نہ جانے کہاں سے ایک سیاہ رنگ کا گاڑھا دھواں اٹھا اور شیلا کو اپنے حصار میں لے لیا اور کچھ ہی لمحوں کے بد جب دھواں غائب ہوا تو وہاں شیلا موجود نہ تھی..... شاید وہ بھی اسی حویلی کے آسیب کی بھینٹ چڑھ گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

دوسری صبح پورے روپ نگر میں کہرام مچ چکا تھا۔ چھوٹے سے اس قصبے کے مسائل کیسے حل ہوتے۔

''آخر ایسا کب تک چلے گا..... کب تک ہم اپنی جوان بیٹیاں اس حویلی کی بھینٹ چڑھواتے رہیں گے.....؟'' رام کشن کافی غصے میں تھا۔ وہ بھی اس حویلی کے متاثرین میں تھا۔

''میں تو کہتا ہوں اپنے پریوار سمیت اس جگہ کو چھوڑ دیتے ہیں.....'' دوسرا آدمی بولا۔

''ہم کہاں جائیں گے..... نوکری ہم کر نہیں سکتے..... ہمارا سب کچھ یہاں ہے.....'' تیسرے آدمی نے کہہ دیا۔

''ہمیں کسی نہ کسی سیانے کو بلوانا پڑے گا جو اس آسیب کو ختم کر سکے.....''

کھیا جی غم زدہ لہجے میں بولے۔ ''ایسا کون آئے گا یہاں پر؟''

''خیر ہمیں خود شہر جانا ہوگا اور ڈھونڈنا ہوگا ایسے کو..... اور کل ہی میں شہر چلوں گا.....'' کھیا جی پرعزم لہجے میں بولے۔

اس میٹنگ میں ایک نوجوان موجود تھا جو کہ اس میٹنگ کو ایسے انداز میں لے رہا تھا جیسے کہ ان سب باتوں سے اسے دلچسپی ہی نہ ہو..... اس نوجوان کا نام رنبیر تھا..... رنبیر کی پرعزم آنکھیں کچھ اور ہی سوچ رہی تھیں..... وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ آج رات اس حویلی میں ضرور جائے گا۔ اور اپنی شیلا کو واپس ضرور لائے گا، چاہے اس کے لئے اسے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

رات کے 12 کا وقت تھا۔ سارے کے سارے لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ رنبیر آہستہ سے اپنے پلنگ سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ کھول کر برآمدے میں آ گیا۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد رنبیر گھر سے باہر تھا۔ سردی کی شدت سے بچنے کے لئے رنبیر نے اپنے آپ کو پورے طریقے سے لپیٹا ہوا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا اصطبل تک پہنچا۔ اپنا گھوڑا کھول کر اصطبل سے باہر آ گیا..... وہ گھوڑے کو پیدل چلاتا ہوا کافی آگے تک لے گیا۔ رنبیر پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد کہ گھوڑے کے ٹاپوں سے کوئی بیدار نہ ہوگا۔ تو گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد رنبیر حویلی کے آہنی گیٹ پر کھڑا تھا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر گھوڑے کو ایک درخت سے باندھا اور حویلی کا آہنی گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے سامنے بہت بڑا برآمدہ تھا جس کے وسط میں ایک فوارہ لگا ہوا تھا۔ جو کہ خشک ہو چکا تھا۔ اس نے جیب سے ٹارچ کال کر روشن کر لی۔ فوارہ پار کرنے کے بعد اس کے سامنے ایک چھوٹا سا زینہ تھا جس پر

www.urdupalace.com

سیڑھیاں تھیں ان سیڑھیوں پر چڑھنے کے بعد حویلی کا اندرونی حصہ شروع ہوجاتا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر حویلی کے اندر داخل ہوگیا۔ سامنے ایک بہت بڑا چوبی ہال تھا۔ ہال کی چھت گنبد نما تھی۔ دائیں طرف ایک گول چکردار زینہ تھا۔ وہ ہال میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ اب وہ کہاں جائے۔

دفعتاً اسے سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ درد و کرب میں ڈوبی نسوانی سسکیاں..... ''شیلا..... شیلا'' رنبیر نے بلند آواز میں کہا۔

جواب میں سسکیوں کی آواز اور تیز ہوگئی۔ تو رنبیر بھاگ کر اس زینے پر چڑھ گیا..... اس پر چڑھتے ہی سسکیوں کی آواز اور تیز ہوگئی۔ اب اس کے سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری کے سامنے بھی ایک زینہ اوپر کو جارہا تھا۔ وہ اسی زینے پر چڑھ گیا۔ طویل زینے پر چڑھ کر جیسے وہ اوپر پہنچا اس کے سامنے ایک طویل برآمدہ تھا۔ جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لکڑی کے منقش ستون لگے تھے۔ ستونوں کے درمیان ایک لکڑی کا جنگلا تھا۔ جو کہ سیڑھیوں کے دائیں اور بائیں دونوں جانب دور تک چلا گیا تھا۔ رنبیر نے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس راہداری پر آگے بڑھنا شروع کردیا۔ جیسے ہی راہداری ختم ہوئی اس کے سامنے ویسی سیڑھیاں تھیں جو کہ اوپر کی طرف جارہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں حویلی کی دوسری منزل تک جاری تھیں۔ سیڑھیوں کے ساتھ ایک کمرا تھا جو کہ بند تھا..... جیسے ہی رنبیر نے اس کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا..... سسکیوں کی آواز مزید تیز ہوگئی.....

اس نے دھکا مار کر دروازہ کھول دیا اور بے دھڑک اندر چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ آہستہ آہستہ واپس بند ہوگیا۔ اسی لمحے رنبیر کی کربناک چیخ کی آواز گونجی۔ رنبیر چیختا ہوا کمرے سے باہر نکلا اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی تھی۔

رنبیر زیادہ دور نہ جاسکا اور وہیں فرش پر ڈھیر ہوگیا۔

اس پراسرار حویلی کے آسیب نے ایک زندگی اور نگل لی تھی..... اس آسیب سے روپ نگر والوں کو نجات کب ملے گی۔ کوئی نہیں جانتا تھا.....

☆.....☆.....☆

جاوید صاحب شہر کی ایک مشہور اور بڑی فرم میں ایک اچھی پوسٹ پر جاب کرتے تھے۔ اس عہدے پر ترقی پانے کے لئے جاوید صاحب نے دن رات محنت کی تھی تب کہیں جاکر انہیں یہ عہدہ ملا تھا۔

جاوید صاحب کی زندگی کی گاڑی صرف دو چیزوں پر چل رہی تھی ایک ان کی اپنی اکلوتی بیٹی اور دوسری ان کی شریک حیات کا انتقال اسی وقت ہوگیا تھا جب ان کی بیٹی پیدا ہوئی تھی اپنی بچی کا نام انہوں نے فردوس رکھا تھا، ان کی بیٹی ہی ان کی جنت تھی۔ اپنی بیٹی کو انہوں نے دن رات ایک کرکے خون پلا کر بڑا کیا تھا۔ اب اس کی عمر 22 برس تھی۔

وہ چاہتے تھے کہ فردوس جلد از جلد اعلیٰ تعلیم حاصل کرلے، شادی کے لئے انہوں نے فردوس کی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے کلاس فیلو سے اس کا رشتہ طے کردیا تھا۔ انہیں تو بس فردوس کی خوشی اور بہتر مستقبل عزیز تھا۔

فردوس اس یونیورسٹی کی کینٹین میں بیٹھی تھی اس کے سامنے اس کی ایک فرینڈ بھی تھی۔

''یار فردوس تو بڑی لکی ہے.....'' شازیہ نے کافی کا سپ لے کر کہا۔

''وہ کیسے؟'' فردوس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''بس یار..... تیری تیاری مکمل ہے۔ ہم نے تو کتاب تک کھول کر نہیں دیکھی۔'' شازیہ نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''اس میں لک کا نہیں محنت کا بڑا عمل دخل ہے۔ امتحانات سر پر ہیں اور تمہیں تفریحات کی سوجھ رہی ہے.....'' فردوس نے غصے سے کہا۔

''کچھ بھی ہو..... فزکس اور کیمسٹری تو میرے سر سے گزر جاتی ہے۔''

www.urdupalace.com

شازیہ نے اپنے ماتھے پر چپت مارتے ہوئے کہا۔

''پھر اکاؤنٹ پڑھنا تھا سائنس کیوں لی.....''

فردوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں اکاؤنٹ بہت زبردست ہے۔ B.com کے بعد C.A میں داخلہ لے لیتی، زندگی آسان ہوجاتی.....'' شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''محترمہ اس میں بھی محنت کی ضرورت ہوتی ہے ویسے اکاؤنٹ زیادہ مشکل ہے سائنس سے.....''

''وہ تو ہے.....خیر تو بتا.....گھر نہیں جارہی۔''

''جارہی ہوں..... میں نے سوچا کافی پی لوں، موسم بھی بارش کا ہے اور پاپا کی کار خراب اب بس سے جانا پڑے گا.....'' فردوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ کہہ کر فردوس اٹھ کھڑی ہوئی، یونیورسٹی سے باہر آ کر بس اسٹاف کی طرف چل دی.....بس اسٹاپ پر مسافروں کا بے حد رش تھا۔ فردوس ایک پیڑ کے نیچے کھڑی ہوکر بس کا انتظار کرنے لگی۔ دن کے 2 بج چکے تھے۔ موسم نہایت ابر آلود تھا۔ بارش کسی بھی وقت ہوسکتی تھی آسمان پر سیاہ بادلوں کے ٹکڑے پھیل گئے تھے، کافی دیر ہوچکی تھی۔ مگر بس تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

فردوس نے کافی دیر تک بس کا انتظار کرنے کے بعد اپنے پرس سے موبائل نکالا اس کا ارادہ کامران کو فون کرنے کا تھا۔

بس اسٹاپ پر اور بھی بہت سے لوگ کھڑے تھے جو کہ اسی طرح بس کا انتظار کررہے تھے۔ دفعتاً فردوس کو اپنی مطلوبہ بس آتی دکھائی دی.....بس کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ شاید یہ دنیا کی آخری بس ہو، بس دیکھ کر جیسے اس کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی ہو۔ بس کا کوئی بھی کونا ایسا نہ تھا جو کہ مسافروں سے پر نہ ہو۔

بس رکتے ہی عوام نے دیوانوں کی طرح بس کی جانب بھاگنا شروع کردیا۔ کچھ ہی لمحوں بعد بس اسٹاپ خالی ہوگیا۔

فردوس اکیلی اکھڑی نمبر ملانے میں مصروف تھی مگر سگنل دھوکہ دے رہے تھے۔

ہلکی ہلکی بوندیں گرنا شروع ہوچکی تھیں۔

فردوس پر بے حد جھنجھلاہٹ طاری ہوچکی تھی۔

دفعتاً فردوس کو ایسا لگا کہ جیسے کوئی اس کے پاس کھڑا ہو۔ اچانک اس نے اپنے اردگرد ایک عجیب طرح کی بو محسوس کی وہ بو ایسی تھی جیسے کہ جلے ہوئے گوشت سے سرانڈ اٹھ رہی ہو.....فردوس نے ناک پر ہاتھ رکھ کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی ایسی شے نہ تھی جس سے بو اٹھ رہی ہو..... وہ بو بالکل اس کے نزدیک سے محسوس ہورہی تھی۔ فردوس ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

''ڈرو مت..... دیوی..... ہم تمہارے دوست ہیں متر ہیں.....'' ایک عجیب خرخراتی سی آواز فردوس کے کانوں سے ٹکرائی اسی لمحے فردوس کا ہاتھ کسی نے نہایت آہستگی سے تھام لیا.....

فردوس کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہوئے اور ایک چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑی۔

جب فردوس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو گھر کے بیڈ روم میں پایا۔ فردوس اپنے سر میں ہلکا ہلکا سا درد بھی محسوس کررہی تھی۔ اپنے اردگرد اس نے جانے پہچانے چہروں کو پایا.....اس کے پاپا، ڈاکٹر انکل، اور کامران۔

''اب کیسا فیل ہورہا ہے؟'' ڈاکٹر انجکشن تیار کرتے ہوئے بولا۔

''کچھ خاص نہیں بس کمزوری۔''

''ڈونٹ وری..... میرا انجکشن سب کمزوری دو منٹ میں بھگادے گا۔'' ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا ہوا تھا بیٹا؟''..... جاوید صاحب تشویش بھرے لہجے میں بولے۔

''مم..... مجھے یہاں کون لایا؟'' فردوس نے جاوید صاحب کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

www.urdupalace.com

"میں لایا ہوں تم کو، یونیورسٹی گیا تو شازیہ نے بتایا تم بس اسٹاپ کی طرف گئی ہو..... آدھا گھنٹہ پہلے اس امید پر شاید تم وہاں مل جاؤ..... مگر وہاں بے ہوش تھی۔ کامران مسکراتے ہوئے بولا۔

"شکریہ آپ کا....." فردوس مسکراتے ہوئے بولی۔

"جاوید صاحب یہ دوا دیتے رہیے گا۔" ڈاکٹر نے سلپ جاوید صاحب کو دیتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد جاوید صاحب نے دوبارہ فردوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا بیٹا..... کیوں بے ہوش ہوگئی تھی؟"

"اوہ..... پاپا بس ذرا چکر سا آ گیا تھا۔"

"سچ بول رہی ہو..... بیٹا....." جاوید صاحب نے ایسے انداز میں کہا کہ جیسے کہ انہیں اپنی بچی کی بات پر یقین نہ آیا ہو.....

"پاپا..... میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے آپ سے....."

"اچھا بیٹا..... خیال رکھنا اپنا....." یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

"گرنا تو مجھے چاہئے تھا تمہاری محبت میں فردوس اور گر تم گئیں۔"

کامران نے شوخی بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو....." فردوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آدمی سنجیدہ ہو کر کیا کرے جب کہ وہ جانتا ہے کہ ایک دن اپنی سنجیدگی سمیت دفن ہو جائے گا....." کامران نے جواب دیا۔

"اوہ..... فلسفی..... میں آرام کرنا چاہتی ہوں..... اب تم جاؤ....."

فردوس نے پلنگ سے اٹھ کر اسے دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا..... جاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ کل ضرور ملو گی....."

"نہیں وعدہ نہیں کر سکتی..... امتحان سر پر ہیں۔" فردوس بولی۔

"پلیز! فردوس کل..... تھوڑی دیر کے لئے....."

"ٹھیک ہے مگر اب جاؤ....."

کامران کے جانے کے بعد فردوس سوچ میں پڑ گئی کہیں یہ سب میرا وہم تو نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

رات کافی سرد تھی..... ہر سو پر ہیبت سناٹا طاری تھا۔ سردی کے سبب لوگ لحافوں میں گھسے دن کی ناآسودہ زندگی کو آسودگی بخش رہے تھے۔ فردوس بھی اپنے کمرے میں پرسکون نیند سو رہی تھی کہ ایک تیز قسم کے شور سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ شور کی آواز سن کر وہ اٹھ بیٹھی..... وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیسا شور ہے۔ دفعتاً اس کے کانوں میں ایک عجیب سی آواز گونجی۔ وہ آواز ایسی تھی جیسے کسی پریشر کُکر کے پھٹ جانے سے آتی ہے۔ فردوس گھبرا گئی اس کی اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ دیکھے کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

اسی لمحے کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا کہ بجلی جا چکی ہے۔ فردوس کا خوف کے مارے برا حال تھا۔ دفعتاً فردوس کو ایسا لگا کہ جیسے کہ اس کے پاس کوئی ہے..... اسے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا، کمرے کا دروازہ چرچراتا ہوا کھل گیا..... دروازے کے پٹ زوردار ہوا سے کھل اور بند ہو رہے تھے۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے کی آواز سے بند ہو گیا۔

وہ کانپ گئی کمرے میں بالکل ہی اندھیرا تھا۔ اسی لمحے اسے دو نگارہ برساتی آنکھیں نظر آئیں ان آنکھوں کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ ان میں آگ کے شعلے روشن ہوں۔

"تت..... تم..... میری ہو....." وہی خرخراتی ہوئی آواز فردوس کے کانوں سے ٹکرائی تو فردوس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

☆.....☆.....☆

www.urdupalace.com

جاوید صاحب کی بیوی کا انتقال فردوس کے پیدا ہوتے ہی ہوگیا تھا۔ تب سے انہوں نے فردوس کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا تھا۔ وہ کافی دیر سے سونے کی کوشش کررہے تھے دفعتاً انہیں ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے اس آواز کو پہچاننے میں ذرا دیر نہیں لگائی وہ آواز کسی اور کی نہیں بلکہ فردوس کی تھی۔ چیخ سن کر وہ اٹھ بیٹھے، تیزی سے بھاگتے ہوئے فردوس کے کمرے میں پہنچے تو فردوس کو کھڑی بنے پایا..... کمرے کی تمام لائٹیں آن تھیں۔

''کک..... کیا ہوا..... بیٹا؟''

''پاپا..... وہ..... آنکھیں..... وہ آنکھیں.....'' اتنا کہہ کر وہ سسک پڑی۔

''تم..... نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہوگا۔ میری گڑیا..... یہاں تو کوئی بھی نہیں۔''

فردوس نے سر اٹھا کر دیکھا تو کمرے میں واقعی کوئی نہیں تھا۔

''تمہارا وہم ہوگا بیٹا.....''

فردوس نے کوئی جواب نہ دیا بس وہ چھت کی طرف دیکھے جارہی تھی بس اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو آواز اس نے سنی وہ اس کا وہم ہوسکتی ہے، اس رات فردوس اپنے کمرے میں نہیں سو سکی تھی۔ اس کے پاپا کو ساری رات اس کے کمرے میں کرسی ڈال کر بیٹھنا پڑا تھا۔

☆.....☆.....☆

پروفیسر راشد بخاری فردوس کے انتہائی پسندیدہ استادوں میں سے ایک تھے۔ فردوس کا ماننا تھا کہ راشد صاحب اپنے طالب علموں کے سلسلے میں بے حد مخلص تھے اس لئے فردوس ان کی کوئی کلاس نہیں چھوڑتی تھی، سر میں شدید درد ہونے کے سبب بھی وہ کلاس میں موجود تھی۔

پروفیسر صاحب کا لیکچر جاری تھا۔

دفعتاً اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کہ وہ اس کلاس میں بالکل اکیلی ہے۔ یہ احساس انتہائی شدید اور قوی تھا۔ اس نے اس احساس سے بچنے کے لئے اپنا سر ڈیسک سے ٹکا دیا..... کچھ لمحوں کے بعد اس نے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا تو واقعی پوری کلاس روم خالی تھی..... وہ اکیلی ڈیسک پر بیٹھی تھی سب لوگ نہ جانے کہاں چلے گئے شاید پیریڈ ختم ہوگیا ہو۔ یہ سوچ کر وہ اٹھی اور کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

جیسے ہی وہ کوریڈور میں پہنچی اس نے دیکھا کہ اس کی کلاس کا ہر اسٹوڈنٹ بنچیں ڈال کر کوریڈور میں پڑھائی کررہا ہے۔

''اوہ..... تو کلاس یہاں چل رہی ہے..... مگر کیوں؟'' اس نے دل میں سوچا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی ان کے نزدیک پہنچ گئی۔

''تم لوگ یہاں کیا کررہے ہو.....؟'' اس نے ایک لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا.....

جیسے ہی اس نے اس لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اس نے پیچھے مڑ کر اس کی طرف دیکھا..... فردوس ڈر کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس لڑکی کا چہرا حد درجہ خوف ناک تھا۔ اس کے چہرے کا گوشت کئی جگہ سے ادھڑ کر لٹک چکا تھا..... باقی سارے طالب علموں کا چہرا بھی بالکل اسی طرح تھا.....

''فردوس ہمارے پاس آؤ.....'' ایک طالب علم بھاڑ سا منہ کھول کر بولا.....

فردوس کو اس کے منہ میں زبان کی جگہ کالے سانپ لہراتے نظر آئے۔ فردوس کے منہ سے چیخ نکلی..... اس نے بھاگنا شروع کردیا۔

بھاگتے بھاگتے فردوس کے قدم لڑکھڑائے اور وہ منہ کے بل گر پڑی۔ اور پھر جیسے ہی وہ اٹھی تو منظر بالکل ہی بدل چکا تھا۔

اس کے جسم کا لباس بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کا لباس بالکل ایسا تھا جو کہ کسی راہبہ وغیرہ کا ہوتا ہے۔

اس نے اپنے آپ کو جس جگہ پایا۔ وہ ایک قید خانہ تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ لوہے کی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔

''میرے مولا یہ کیا معاملہ ہے.....'' وہ زیر لب بڑبڑائی۔

www.urdupalace.com

اس کے جسم پر جو لباس تھا وہ جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا۔ اسے اپنے جسم کے مختلف حصوں میں انتہائی شدید قسم کا درد محسوس ہو رہا تھا۔ اسے اپنا حلق پیاس سے سوکھتا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے انتہائی شدید نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔

دفعتاً اسے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی، فردوس نے نیم وا آنکھیں کھول کر دیکھا، اس نے اپنے سامنے ایک انتہائی زرق برق لباس پہنے ایک شخص کو دیکھا۔

فردوس نے اس طرح کے لباس پہنے مغل اعظم فلم میں اکبر بادشاہ کا کردار نبھاتے ہوئے شخص کو دیکھا تھا وہ شخص انتہائی لمبا چوڑا فربہ اور توانا تھا۔ اس کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں جبکہ اس کے ہونٹ نہایت موٹے تھے اس کے دائیں گال پر زخم کا نشان تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ شر پھیلا ہوا تھا.....

''تو پھر کیا خیال ہے؟'' وہ شخص مسکرا کر بولا۔

''میری زندگی میں یہ ممکن نہیں مان سنگھ..... میں مقدس کنواری ہوں تم میری زندگی میں میرے جسم کو نہیں چھو سکو گے''

یہ جملہ ادا کر کے فردوس خود حیرت میں پڑ گئی، اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے اندر کوئی اور ہی موجود ہے۔

اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ خود کہیں کھو گئی ہو اس کے وجود میں کوئی اور ہستی سرایت کر گئی ہو۔

''مان سنگھ کو انکار پسند نہیں..... تم اچھی طرح جانتی ہو.....''

''مان سنگھ سخت لہجے میں گویا ہوا۔

''انکار کی عادت ڈالو..... مان سنگھ۔'' وہ بولی۔

''بہت خوب..... میں تمہارا پریم حاصل کر کے رہوں گا..... چاہے زندہ رہ کر چاہے مر کر..... بھوک پیاس تمہاری ''ناں'' کو ''ہاں'' میں بدل دے گی۔''

''بھول ہے تمہاری مان سنگھ..... جولیا پاک ہو کر زندہ رہنا پسند کرے گی، ناپاک رہ کر مرنا نہیں.....''

اب کی بار فردوس پھر سے حیرت میں تھی اس کے منہ سے ادا ہونے والے نام مان سنگھ اور جولیا کون تھے؟ وہ نہیں جانتی تھی۔ نہ معلوم اس کے منہ سے یہ لفظ کیوں ادا ہو رہے ہیں۔ وہ کس شیطانی جال میں پھنس گئی ہے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

''دیکھتا ہوں..... تمہاری ضد.....'' یہ کہہ کر وہ پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔

فردوس کو یوں اپنے ہاتھ میں درد ہونے لگا تھا۔

کچھ ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اسے ایسا لگا کہ اس کے پیروں کے پاس کچھ ہے اس نے نیچے دیکھا تو ایک موٹا تازہ چوہا اس کی شلوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

فردوس کے حلق سے چیخ نکل گئی اسی لمحے منظر بدل گیا۔

اب وہ اسی کلاس روم میں موجود تھی جہاں سے وہ واقعات شروع ہوئے تھے۔ سارے طالب علم اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ''کیا ہوا تم چیخی کیوں تھی؟'' شازیہ نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

مگر وہ تو شازیہ کو یک ٹک گھورے جا رہی تھی.....

دفعتاً اس کی نظر بلیک بورڈ پر جا پڑی۔ وہاں لال رنگ یعنی خون سے کچھ لکھا تھا.....

''تم صرف میری ہو..... اور صرف میری.....''

فردوس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور اب کی بار وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ شازیہ نے یہ دیکھ کر فوراً موبائل نکالا اور اس کے والد کا نمبر ڈائل کرنے لگی.....

☆.....☆.....☆

فردوس گزشتہ دو گھنٹے سے بے ہوش تھی اور ڈاکٹر سر توڑ کوشش کر رہے تھے کہ وہ کسی طرح ہوش میں آ جائے.....

''آپ کی بیٹی کسی بہت زیادہ گہرے خوف کے زیر اثر بے ہوش ہوئی ہے.....'' ڈاکٹر نے جاوید صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب..... فردوس ہوش میں کب تک

www.urdupalace.com

اسے دوبارہ گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہٹو دور..... بیوی نہیں ہوں میں تمہاری....." فردوس نے اسے دھکا دیا۔

"کیا محبت شادی کی محتاج ہے....." کامران نے خمار آلود لہجے میں پوچھا۔

"ہاں جناب پہلے نکاح پھر..... پھر تمہارا اختیار۔"

"پلیز ایک بار گلے لگ جاؤ..... تمہیں میری محبت کی قسم۔"

کامران نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے..... تمہیں..... پاپا کسی وقت بھی آسکتے ہیں....."

"پلیز! صرف ایک بار..... میرے پیار کی خاطر....." کامران بدستور لجاجت بھرے لہجے میں بولا۔

"اچھا..... صرف ایک بار....." فردوس نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ اتنا سننا تھا کہ..... کامران نے آگے بڑھ کر فردوس کو اپنے گلے لگالیا..... کامران نے فردوس کو انتہائی مضبوطی سے گلے لگایا تھا، کامران کی بانہوں کے حصار میں آتے ہی فردوس کے جسم و جان میں کراہیت کا احساس دوڑ گیا، نہ جانے کیوں فردوس کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس سے غلاظت کا ڈھیر چپک گیا ہو..... کامران شاید مزید پیش قدمی کے موڈ میں تھا۔ اس لئے فردوس کے ساتھ بدستور چھیڑ چھاڑ کرنے میں لگا تھا۔ جذبات کی حدت فردوس کو بھی آہستہ آہستہ اپنے حصار میں لے رہی تھی۔ کامران نے فردوس کو اٹھا کر پلنگ پر لٹادیا، فردوس نے کوئی مزاحمت نہ کی..... کامران کے ہاتھ بڑے ہی پیار اور آہستگی سے فردوس کے جسم پر گردش کررہے تھے کہ ابھی وہ مزید آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ ڈور بیل بجنے لگی.....

فردوس چونک کر سیدھی ہوگئی..... کامران نے بڑے غصے سے فردوس کو دیکھا۔ اس سے قبل وہ کچھ کرتا۔

"پاپا..... آگئے۔" فردوس چھلانگ لگا کر بستر سے اتر گئی اور بھاگتے ہوئے جا کر دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر کھڑے ہوئے کو دیکھ کر فردوس ڈر کر پیچھے ہٹ گئی..... اور بڑی حیرت سے کمرے کی جانب دیکھنے لگی۔

"تت..... تم یہاں..... کامران"

"..... فردوس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں اسی لمحے وہ چکرائی..... اور دروازے پر کھڑے کامران کے ہاتھوں میں بے ہوش ہو کر جھول گئی۔

کامران فردوس کو یوں بے ہوش ہوتا دیکھ کر بے قرار ہوگیا اور فردوس کو اٹھا کر اس کے بیڈ پر لٹادیا۔ اور اس کے والد کو فون کرنے لگا تھا۔

نادیدہ وجود وہ جو کوئی بھی تھا..... فردوس پر پوری طرح سے حاوی ہونا چاہتا تھا۔

☆.....☆.....☆

فردوس بیڈ پر لیٹی خلاؤں میں تک رہی تھی۔ اسے وہ لمحہ وہ پل اچھی طرح سے یاد تھا جب اس نے اسے گلے لگایا تھا بوسہ لیا تھا اسے اپنے وجود سے گھن سی محسوس ہورہی تھی۔ "یہ تو قسمت اچھی تھی کہ وہ بے آبرو ہونے سے بچ گئی تھی۔

اس کے بیڈ کے سامنے ڈاکٹر، کامران اور اس کے پاپا کھڑے تھے۔ "بتاؤ تو سہی ہوا کیا تھا....." کامران نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔ فردوس نے سوچا کہ اگر اس نے سچ بتا دیا تو وہ پاپا کی نظروں میں ذلیل ہوجائے گی۔

"تم بولتی کیوں نہیں....." جاوید صاحب نے اس کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ..... وہ..... ایک کالا نیگرو شخص تھا..... جس کی آنکھوں کی جگہ دو گہرے گڑھے تھے..... وہ مم..... مارنا چاہتا تھا مجھے..... اس کا پورا چہرہ زخمی تھا۔ اس نے کہا۔ "وہ شخص بہت خطرناک تھا۔" اتنا کہہ کر فردوس رونے لگی۔ جھوٹ تو تھا لیکن اس میں فردوس کی بھلائی تھی۔

www.urdupalace.com

اس کی بات سن کر جاوید کے چہرے پر پریشانی اور تشویش دوڑ گئی۔

''میرے خیال سے جاوید صاحب آپ کی بیٹی کو ڈاکٹر سے زیادہ کسی نفسیاتی معالج کی ضرورت ہے..... ایک ڈاکٹر کو میں جانتا ہوں وہ آپ کی مدد کرے گا۔'' ڈاکٹر صاحب معالج کا پتہ بتا کر رخصت ہو گئے۔

لیکن فردوس بضد تھی کہ وہ کمرے میں اکیلی نہیں سوئے گی چنانچہ مجبوراً ملازمہ کو رات کے لئے روکنا پڑا تھا۔

رضیہ نے رکنے سے کسی بھی صورت انکار نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کی ایک کمزوری تھی وہ نیند کی بڑی کچی تھی۔ چنانچہ اس نے کھانا بھی ضرورت سے زیادہ تناول کر لیا تھا کھانے کا نشہ بڑھتا رہا اور پھر وہ نیند کے ہاتھوں مجبور ہو کر قالین پر ہی ڈھیر ہو گئی۔

اچانک گلاب کی انتہائی تیز مہک سے رضیہ کی آنکھ کھل گئی، زندگی میں رضیہ نے اتنی مسحور کن اور دلفریب خوشبو کبھی بھی محسوس نہیں کی تھی۔ رضیہ نے فوراً اٹھ کر کمرے کی لائٹ جلا دی۔ لائٹ جلاتے ہی اس کی نظر فردوس کے بیڈ پر پڑی اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی..... فردوس بیڈ پر برہنہ حالت میں پڑی تھی..... ایک خوفناک اور بدشکل انسان اس کے سامنے کھڑا فردوس کے جسم کو ہوس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''کون ہو تم.....؟'' رضیہ نے چلا کر پوچھا اس شخص نے مڑ کر رضیہ کی طرف دیکھا، رضیہ خوف و دہشت سے جیسے کانپنے لگی وہ شخص انتہائی بھیانک اور خوفناک تھا اس کا آدھا چہرہ جلا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ نہایت موٹے تھے جبکہ اس کے دائیں گال پر زخم کا نشان تھا۔ جس سے خون رس رہا تھا۔ وہ عجیب و غریب خوفناک شخص ایک لنگوٹ میں تھا۔ اس کی آنکھوں کی جگہ دو گہرے گڑھے تھے جس میں آگ کے انگارے دہکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ شخص رضیہ کی طرف بڑھنے لگا..... رضیہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ رضیہ ڈر اور خوف سے پیچھے ہٹنے لگی اس نے رضیہ کو گلے سے پکڑ کر اٹھا لیا..... رضیہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا..... اس شخص نے رضیہ کو زوردار جھٹکا دے کر ہوا میں اچھال دیا۔ رضیہ سیدھا اڑتی ہوئی فردوس کے بیڈ کے پاس جا گری اس کا سر اور شانہ بری طرح سے زخمی ہو چکا تھا۔

رضیہ نے فوراً ایک چادر فردوس کے برہنہ جسم پر ڈالی اور بلند آواز میں آیت الکرسی کی تلاوت کرنے لگی۔ آیت الکرسی کا اثر معجزانہ تھا..... اس شخص کے بڑھتے ہوئے قدم وہیں رک گئے..... اس کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر وہ دھواں بن تحلیل ہو گیا۔ رضیہ وہیں بے ہوش ہو گئی۔

رضیہ کو دو گھنٹے بعد ہوش آیا تو اس کا پورا جسم زخمی تھا اور وہ شدید درد کی حالت میں تھی، فردوس ہوش میں آ چکی تھی۔ جبکہ رضیہ کو اسپتال منتقل کر دیا گیا تھا اور فردوس کو گھر بھجوا دیا گیا تھا۔ کامران اسے چھوڑنے گیا تھا۔

''اب کیا محسوس کر رہی ہو..... رضیہ۔''

''صرف درد ہے..... مگر کوئی بات نہیں.....'' رضیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''ہوا کیا تھا.....؟'' جاوید نے کریدتے ہوئے پوچھا۔

جاوید صاحب کی بات سن کر رضیہ کے چہرے پر یکدم خوف امڈ آیا..... اس کے چہرے پر دہشت تھی۔

''صاحب جی..... بی بی جی..... کو بچا لو..... وہ کوئی جن ون ہے جو بی بی کے ساتھ.....'' اتنا کہہ کر رضیہ نے گردن جھکا لی۔

رضیہ نے پوری بات تو نہیں بتائی تھی۔ جاوید صاحب سمجھ گئے.....

جاوید صاحب رضیہ کی طرف وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے جیسے کہنا چاہ رہے ہوں کچھ ہوا تو نہیں تھا۔ رضیہ فوراً ان کی نگاہوں کا مطلب سمجھ کر بولی۔

''نہیں صاحب کلام پاک میں برکت ہے۔ میں نے فوراً ہی قرآنی آیت پڑھ لی تھی۔ وہ غائب

www.urdupalace.com

ہوگیا تھا۔"

رضیہ کے خاموش ہوتے ہی کامران بھی روم کے اندر داخل ہوگیا۔ جاوید صاحب نے شکر ادا کیا کہ کامران نے ان کی بات نہیں سنی اور کچھ ہوا نہیں۔ "کیا ہوا تھا انکل..... رضیہ کے ساتھ؟"

"فردوس کہاں ہے؟" جاوید صاحب نے اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اپنا سوال جڑ دیا۔

"وہ شازیہ کے ساتھ ہے اس کے گھر وہ اپنے گھر اکیلے رہنے کو تیار نہ تھی۔"

"ہاں مگر ہوا کیا تھا۔" کامران نے پھر پوچھا۔

"کسی عامل وغیرہ کو بلانا ہوگا..... لگتا ہے فردوس پر کوئی سایہ ہے۔"

جاوید صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"صاحب جی۔ فتح محمد کو بلوا لیتے ہیں....." رضیہ نے کہا۔

"کون ہیں؟" کامران بول پڑا۔

"صاحب جی..... بھائی ہے میرا..... شروع ہی سے الٹے سیدھے چکروں میں پڑا رہتا ہے..... گھر والے سارے بیزار ہیں اس سے۔"

اگر وہ آجائیں تو تمہارا بڑا احسان ہوگا ہم پر....." جاوید صاحب نے کہا۔

"احسان کیسا ہے..... نمک کھایا ہے آپ کا حق تو ادا کرنا پڑے گا نا....." رضیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ رضیہ....." جاوید صاحب نے احساس تشکر سے کہا۔

☆.....☆.....☆

چاند کی 14 تاریخ نزدیک تھی روپ نگر کے لوگ پریشان تھے اب کس کی بچی کی باری ہوگی۔ کھیا جی کو بندا ڈھونڈنے پر لگا دیا تھا لیکن انہیں یقین نہ تھا کہ ایسا بندہ بھی ہوگا جو کہ اس آسیب کا خاتمہ کر سکے کھیا جی کو شہر گئے دو دن ہو گئے تھے اور وہ ابھی تک واپس نہیں آئے تھے سب لوگ سر جوڑے اسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے زیادہ تر لوگوں کی یہ رائے تھی کہ روپ نگر کو چھوڑ دینا چاہئے، اس مسئلے پر اختلاف جاری ہی تھا کہ پتہ چلا کہ کھیا جی واپس آگئے ہیں، اپنے ساتھ جس بندہ کو لے کر آئے تھے اس کو دیکھ کر بہت سے لوگ پریشان ہوگئے کہ بھلا یہ بندہ اس آسیب سے کیا مقابلہ کرے گا۔ وہ دیکھنے میں نہایت ہی عجیب الخلقت تھا۔ اسے دیکھ کر کسی کا بھی چیخ اٹھنا تعجب خیز نہ تھا۔ اس کا قد کسی بھی طرح سے 4 فٹ سے کم نہ تھا۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا جس کے بدن پر کھال منڈھی ہوئی تھی اس کے حلقوں میں دھنسی ہوئی بڑی بڑی آنکھیں نہایت چمکدار اور روشن تھیں وہ آلتی پالتی مارے کھیا کے سامنے بیٹھا تھا لوگ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس کے ڈھلکے ہوئے کاندھے، لمبے لمبے بازو، بدن پر جو گیا رنگ، کپڑا لپٹا ہوا جڑے ابھر کر خوفناک لگ رہے تھے..... وہ بڑی عجیب نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟" ایک شخص نے پوچھا۔

"جگن نام ہے مالک..... ذات کے چمار ہیں ہم" وہ اپنے غلیظ دانتوں کی نمائش کرتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے..... میں چاہتا ہوں تم مجھے میری بیٹی واپس لا دو....." کھیا نے کہا۔

"کوشش کرتا ہوں مالک....." جگن نے کہا۔

قدرے توقف کے بعد جگن نے کھیا سے کہا۔

"مجھے آپ کی بیٹی کی ایک تصویر ہلدی اور دو عدد لیموں چاہیے ایک گرم چھری بھی۔"

جگن کے مطابق اسے تمام مطلوبہ چیزیں دے کر ایک الگ کمرے میں بیٹھا دیا۔ جگن نے اپنے ساتھ لائی ہوئی بوتل سے سیندور نکالا اسے کچھ پڑھتے ہوئے دائرے کی شکل میں پھیلایا غالباً اس نے حصار کھینچا تھا۔ جگن نے شیلا کی تصویر دائرے کے اندر رکھ کر خود اس کے سامنے بیٹھ گیا..... وہ منتر پڑھتا جاتا ہلدی تصویر پر چھڑکتا جاتا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اس نے وہ گرم چھری نکالی..... اور لیموں کو دو ٹکڑے کر دیا.....

جگن کا یہ عمل کھیا کے ساتھ اور لوگ بھی دیکھ رہے تھے سب نے دیکھا کہ لیموں کے کٹتے ہی اس

www.urdupalace.com

میں سے خون کی دھار بہہ نکلی..... ساتھ ہی ساتھ جگن کے جبڑے پر سراسیمگی کے آثار نظر آنے لگے تھے اس نے بلند آواز میں منتر پڑھنا شروع کر دیا..... آواز میں زلزلے کی سی کیفیت نمایاں تھی..... دفعتاً شیلا کی تصویر کو آگ لگ گئی..... ساتھ ہی جگن کے حلق سے دل خراش چیخ نکلی..... اس کے سر سے خون بہنے لگا..... کچھ ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ جگن منتر بھول کر اپنا گلا پکڑ کر چیخنے لگا۔

کھیا اور دوسرے لوگ خوف و دہشت سے ساکت ہو کر یہ عجیب و غریب خوفناک منظر دیکھ رہے تھے..... دفعتاً جگن کے حلق سے چیخ نکلی..... اس کے منہ اور ناک سے گاڑھا گاڑھا خون بہنے لگا..... اور..... کچھ ہی لمحوں میں جگن کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔

خوف اور دہشت سے یہ بھرپور منظر دیکھنے کے بعد..... سب لوگ جیسے سانس لینا ہی بھول گئے تھے.....

''ہم اس آسیبی حویلی سے جیت نہیں سکتے ہمیں یہ علاقہ چھوڑنا ہی ہوگا.....''

ایک شخص جگن کا انجام دیکھنے کے بعد چلا کر بولا۔

''ہم اس حویلی کو آگ لگا دیں گے۔'' کھیا نے کہا۔

''نہیں ہم کو یہ علاقہ چھوڑنا ہی ہوگا.....''

''میں تو اس حویلی کو ضرور آگ لگاؤں گا اپنی بچی کی موت کا بدلہ ضرور لوں گا..... تم آؤ یا نہیں.....'' کھیا اپنے پرعزم لہجے میں اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

دوسرے لوگ کھیا جی کے ساتھ ہیں یا نہیں۔ کھیا کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ بس اس نے اکیلے ہی اس کام کو کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ اسی وقت پیٹرول کا ڈبہ لے کر گھر سے نکل پڑا تھا اس کی بیوی نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی مگر اس پر تو انتقام سوار تھا۔ اس نے اپنی بچی کی جلتی تصویر سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا تھا کہ وہ مر چکی ہوگی۔

کھیا گھوڑے پر سوار حویلی کی طرف جا رہا تھا۔ روپ نگر کے اور لوگوں نے اسے اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نہ مانا کوئی آدھے گھنٹے کے بعد کھیا حویلی کے دروازے پر کھڑا تھا۔

شام کے 7 بجے کا عمل تھا۔ موسم نہایت خوشگوار اور سہانا تھا۔ سردیوں میں چونکہ مغرب جلد ہو جاتی ہے..... اس لئے 7 بجے بھی کافی اندھیرا معلوم ہو رہا تھا۔ کھیا نے حقارت بھری نظر حویلی کے آہنی گیٹ پر ڈالی اور دروازے کو زوردار دھکا دے کر اندر داخل ہو گیا۔

اس کے سامنے ایک بڑا برآمدہ تھا..... جس کے وسط ایک فوارہ لگا تھا۔ جو کہ خشک ہو چکا تھا اس فوارے میں کچرے اور مٹی جانوروں کی غلاظت کے سوا اور کوئی نہ تھا.....

اچانک کھیا حیرت و خوف سے اچھل پڑا..... اس نے فوارہ کے پاس کسی کو کھڑے ہوئے دیکھا..... وہ کوئی عورت تھی جس نے سفید ساڑی زیب تن کر رکھی تھی..... جس سے روشنی کی اتنی تیز کرنیں پھوٹ رہی تھیں جس سے سفید رنگ صاف اور واضح نظر آ رہا تھا۔ اس کی پشت کھیا کی طرف تھی..... اس نے کھیا کی طرف گھوم کر دیکھا۔

تو کھیا اچھل پڑا..... وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کی بیٹی شیلا تھی.....

شیلا کا چہرا کسی بلب کی طرح روشن تھا..... اس سے بہت تیز روشنی پھوٹ رہی تھی.....

''شیلا..... شیلا..... میری بچی..... میری بچی.....''

کھیا ہذیانی انداز میں شیلا..... شیلا چیختا ہوا بھاگا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ شیلا نہیں کوئی اور بھی ہو سکتا ہے، جیسے ہی وہ شیلا کے نزدیک پہنچا تو شیلا نے ہاتھ اٹھا کر کھیا کی جانب اشارہ کیا اور کھیا کے جسم میں آگ لگ گئی۔ کھیا کی چیخیں بہت کرب ناک تھیں..... کچھ ہی دیر میں وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا اور شیلا غائب ہو گئی۔

☆.....☆.....☆

اسپتال سے واپسی پر جاوید صاحب انتہائی

www.urdupalace.com

پریشان تھے کہ ان کی بیٹی کی عزت اور جان دونوں ہی محفوظ نہ تھے۔ بہرحال انہیں فتح محمد کا انتظار کرنا تھا جو کہ بہت جلد آنے والا تھا۔ اسپتال سے گھر کے درمیان قبرستان پڑتا تھا جس قبرستان میں جاوید صاحب کی والدہ کی قبر تھی، جاوید صاحب نے سوچا کیوں نہ ماں کی قبر پر فاتحہ خوانی کی جائے، ماں کی دعاؤں سے یہ مصیبت ٹل سکتی تھی، جاوید صاحب نے گاڑی قبرستان کے دروازے پر لگائی اور قبرستان کے اندر چلے گئے۔

اور ادھر فردوس کا دل شازیہ کے گھر نہیں لگ رہا تھا چنانچہ وہ اس سے اجازت طلب کر کے اپنے گھر چلی آئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ گھر میں پاپا نہیں ہوں گے۔ مگر بس اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ گھر میں رہے..... شازیہ نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی مگر وہ نہ مانی۔

گھر میں گھستے ہی سیدھا وہ بیڈ روم میں گھس گئی جیسے کوئی اسے بیڈ روم میں آنے پر مجبور کر رہا ہو..... جیسے وہ بیڈ روم میں داخل ہوئی ایک مسحور کن خوشبو پھیل گئی خوشبو انتہائی لطیف اور مسحور کن تھی ایسی خوشبو اس نے کبھی نہ سونگھی تھی، فردوس نے دیکھا کہ بیڈ پر گلابوں کی پتیاں بکھری پڑی ہیں..... یہ سب دیکھ کر وہ سحر زدہ سی ہوگئی، عالم سحر زدگی میں فردوس دھیرے دھیرے چلتی ہوئی بیڈ پر جا بیٹھی اس کے سامنے سنگھار میز تھی..... اس نے دیکھا کہ سنگھار میز کے آئینے سے ہلکی ہلکی نیلے رنگ کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں.....

کچھ ہی لمحے گزرے ہوں گے۔ سنگھار میز کا آئینہ کسی اسکرین کی طرح روشن ہوگیا۔ اس کے سامنے ایک حویلی کا منظر تھا۔ حویلی کافی پرانی..... اور امتداد زمانہ کے باعث جگہ جگہ سے بوسیدہ سی معلوم ہو رہی تھی۔ فردوس بھی اس حویلی کو دیکھ رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ منظر دوبارہ سے بدلا تا..... حویلی آہستہ آہستہ دھندلی ہونا شروع ہو رہی ہے..... اب کی بار جو منظر اس کے سامنے آتا، وہاں ایک جھیل کا منظر تھا، ایک بہت بڑی اور وسیع و عریض جھیل..... منظر شام کا تھا اس جھیل کے اندر بہت سی لڑکیاں نہا رہی تھیں ان کے کپڑے ساحل پر پڑے تھے۔ دفعتاً اس کی نظر ایک دوسری لڑکی پر گئی جو کہ بالکل الگ تھلگ نہا رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ اس لڑکی کو نہانے والیوں سے سروکار ہی نہیں۔

دفعتاً فردوس نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار ساحل پر آ کھڑا ہوا اس نے جو کاسٹیوم پہن رکھا تھا وہ فلموں میں بادشاہوں یا شہزادوں نے پہنا ہوتا ہے..... نہانے والیوں نے اس گھڑ سوار کو دیکھا اور چیخ کر پانی کے اندر گھس گئیں..... وہ گھڑ سوار نے ایک نظر ان ڈبکی لگانے والیوں کی طرف دیکھا..... اور اپنی نظر اس لڑکی کی طرف گھمالی جو ان سب سے بے پرواہ نہانے میں مشغول تھی اس لڑکی کی نظر نہاتے نہاتے اس گھڑ سوار پر پڑی.....

فردوس نے دیکھا کہ اب وہ پانی سے باہر آ رہی ہے..... اس لڑکی نے ہلکے رنگ کی سفید ساڑھی پہن رکھی تھی، پانی میں ساڑھی گیلی ہونے کے سبب اس کا مخملی جسم صاف نظر آ رہا تھا..... جیسے وہ قریب آئی فردوس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا کیونکہ آئینے کے اندر بھی فردوس تھی اور آئینے کے باہر بھی..... فردوس حیرت اور دہشت سے خود کو پانی سے باہر آتا دیکھ رہی تھی..... گھڑ سوار انتہائی ہوس پرست نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے اپنے جسم کو چھپالیا.....

''اس سندر شریر کو چھپانے سے کیا فائدہ..... رانی.....'' گھڑ سوار نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا جیسے ہی اس کی صورت سامنے آئی تو فردوس کو حیرت کا دوسرا جھٹکا لگا..... ''یہ وہی تھا جسے اس نے قید خانے میں دیکھا تھا.....'' موٹا فربہ دائیں گال پر زخم کے نشان والا۔

''مان سنگھ..... میں نے کہا ہے نا میرا پیچھا مت کیا کرو.....'' لڑکی کسی شیرنی کی طرح غراتے ہوئے بولی۔

''تم سے پریم ہوگیا ہے.....'' وہ آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

''میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں پریم کے لئے نہیں

www.urdupalace.com

بنی..... بھگوان سے تو ڈرو.....'' لڑکی غصے سے بولی۔

اس بات کے جواب میں مان سنگھ مکاری سے مسکرایا۔

''اس پتھر کے بت سے کیوں ڈروں..... جو لوگوں کی گھنٹیاں بجانے پر بھی نہیں جاگتا..... میں تو طاقت کا پجاری ہوں..... جس کے پاس طاقت ہو، وہی بھگوان، تمہارا یہ سندر شریر، میں اس کی پوجا کرنا چاہتا ہوں.....''

جواب میں لڑکی نے نہایت غصے سے اس کی طرف دیکھا اور ایک تھپڑ سے اس کی بدتمیزی کا جواب دیا.....

''تھپڑ کھاتے ہی مان سنگھ کا چہرہ ذلت کے احساس سے سرخ ہو گیا..... اسی لمحے آئینے سے وہ منظر غائب ہو گیا آئینہ پہلے کی طرح ہو گیا..... لیکن آئینے سے ہلکی ہلکی روشنی اب بھی پھوٹ رہی تھی..... دفعتاً آئینے پر ایک شبیہ ظاہر ہونے لگی..... دھندلی سی وہ شبیہ آہستہ آہستہ واضح نظر آنے لگی.....

جو چہرہ فردوس کے سامنے آیا وہ چہرہ بلاشبہ وہی تھا جو اس نے پہلے بھی دیکھا تھا اور اب بھی دیکھا مان سنگھ کا چہرہ..... اس کی آنکھوں میں چمک بہت زیادہ تھی۔

''میں چاہتا تو تمہارے سامنے ویسے بھی آ سکتا تھا جیسے تمہاری نوکرانی کے سامنے آیا..... میں مر کر بھی نہیں مرا..... تم مجھے بھول گئیں..... اپنے نئے جنم میں..... تم صرف میری ہو..... تمہیں چل کر خود میرے پاس آنا ہوگا۔'' اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کی آنکھوں کی چمک اور تیز ہو گئی..... اس کی آنکھوں سے نیلی روشنی کا انعکاس ہو رہا تھا..... وہ روشنی فردوس کے جسم پر پڑی، فردوس کو ایسا لگا کہ جیسے اس کا جسم جل رہا ہو.....

پھر فردوس کے لبوں پر از خود درود پاک کا ورد جاری ہو گیا..... فردوس کو ایسا لگا کہ جیسے اس کے جسم پر ٹھنڈ پڑ گئی ہو..... درود پاک سنتے ہی مان سنگھ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ غائب ہو گیا۔ فردوس کے لئے یہ بات حیرت انگیز تھی اس کے کہنے کے مطابق وہ اسے جانتی ہے۔

فردوس نے یہ بات نہ بتائی کہ اس کے بابا بہت پریشان ہوں گے۔

☆.....☆.....☆

جاوید صاحب اور فردوس ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ڈور بیل بجی..... جاوید صاحب نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ان کے سامنے ایک دبلا پتلا شخص شلوار قمیض میں ملبوس کھڑا تھا۔

جی..... فرمایئے۔

''ہمارا نام فتح محمد ہے اور ہم رضیہ کے بھائی ہیں۔''

''اوہ..... اندر آیئے.....'' جاوید صاحب نے جگہ دیتے ہوئے کہا۔

فردوس نے دیکھا کہ ایک باریش دبلا پتلا منحنی سا شخص بیڈ روم میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کے سر اور داڑھی کے سارے بال سفید تھے۔ فردوس نے اندازہ لگایا کہ اس کی عمر کوئی 55 برس کے آس پاس ہوگی۔

فتح محمد صوفے پر بیٹھ گیا..... صوفے پر بیٹھنے کے بعد فتح محمد فردوس کو دیکھنے لگا۔ فتح محمد نے اندازہ لگایا کہ یہی وہ لڑکی ہوگی جو کہ آسیب زدہ ہے۔

''گھر میں آئینہ ہے.....'' فتح محمد نے فردوس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

فتح محمد کے یوں گھورنے سے فردوس بری طرح سے گھبرا گئی فردوس کو فتح محمد کی آنکھیں اپنے جسم کے اندر اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، اس کی آنکھیں فتح محمد سے چار ہوئیں، تو فردوس کو ایسا لگا کہ فتح محمد کی آنکھوں سے مقناطیسی لہریں نکل رہی ہوں..... فتح محمد فردوس کو گھورتا ہی جا رہا تھا..... فردوس بالکل یوں ہو گئی۔ جیسے عمل تنویم کے زیر اثر آ گئی ہو۔ لحظہ بہ لحظہ فتح محمد کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ فردوس بے حد گھبرا گئی تھی۔

جاوید صاحب جیسے ہی آئینہ لے کر آئے فردوس کو یوں گھبراتا دیکھ کر جاوید صاحب نے فتح محمد کا کندھا ہلا دیا۔

کندھا ہلانے سے فتح محمد یوں چونکا جیسے گہری نیند سے بیدار ہوا ہو..... فتح محمد نے دونوں کو باری باری دیکھا ایک گلاس ٹھنڈا پانی..... اس نے فردوس کی طرف

www.urdupalace.com

اشارہ کر کے کہا۔

فتح محمد نے آئینے کو اس طرح اپنے سامنے رکھ دیا جیسے اس میں اسے اپنا عکس نظر آتا رہے.....

فردوس نے پانی لا کر میز پر رکھا تو فتح محمد نے ہاتھ کے اشارے سے فردوس کو بیٹھنے کا کہا۔

فتح محمد نے جیب سے تسبیح نکال لی اور وظیفہ پڑھنے لگا۔ اس کی نظر آئینے پر تھی.....

اس کی انگلیاں تیزی سے تسبیح کے دانوں پر حرکت کرتی رہیں کوئی آدھے گھنٹے کے بعد فتح محمد کو اپنا عکس تیزی سے غائب ہوتا دیکھائی دیا۔

چند لمحوں کے وقفے کے بعد آئینے پر نسواری دھند چھانے لگی.....

دھند کی تہہ دبیز ہوتی جا رہی تھی۔ فردوس نے دیکھا کہ دھند نے آئینے سے باہر نکل کر فتح محمد کو اپنے حصار میں لے لیا ہے.....

فتح محمد کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انتہائی شدید گرمی ہے..... حالانکہ جس کمرے میں وہ تھا وہ فل ٹھنڈا تھا۔

فروس نے دیکھا کہ دھند نے فتح محمد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے..... شدید گرمی اور گھٹن سے فتح محمد نے آنکھیں کھول دیں اس کے سامنے منظر ہی دوسرا تھا۔

فتح محمد ایک جنگل میں کھڑا تھا..... جنگل میں ہر طرف درخت ہی درخت تھے ہر درخت پر پھول کی جگہ کٹے ہوئے سر لٹکے ہوئے تھے..... فتح محمد حیرت و خوف سے مناظر دیکھ رہا تھا کٹے ہوئے سر حسین اور خوب صورت لڑکیوں کے تھے، ہر کٹے ہوئے سر سے خون ٹپک رہا تھا، خون نیچے گرتے ہی زمین میں جذب ہو جاتا.....

"یہ زمین سیکڑوں سالوں سے ہمارا خون پی رہی ہے..... ایک کٹے سر نے فتح محمد کو مخاطب کیا۔

"کک..... کون ہو تم.....؟" فتح محمد نے حیرت سے دوچار لہجے میں پوچھا۔

"یہ سب میرے غلام ہیں....." فتح محمد کو اپنے عقب سے آواز سنائی دی فتح محمد نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔

دفعتاً فتح محمد کے کانوں میں درد بھری سسکیاں گونجنے لگیں..... فتح محمد نے دیکھا کہ وہ سسکیاں ان کٹے ہوئے سروں سے نکل رہی ہیں.....

فتح محمد نے آنکھیں بند کر لیں..... اور وظیفہ شروع کر دیا۔ دفعتاً فتح محمد کو ایسا لگا کہ زمین پر کچھ ہو..... فتح نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں نیچے زمین پر بڑے بڑے کالے سانپ رینگ رہے تھے..... فتح محمد وظیفہ پڑھنا بھول گیا..... اور چیخ کر پیچھے ہٹ گیا۔

اس سے قبل وہ دوبارہ وردشروع کرتا فتح محمد کو زور دار دھکا لگا..... فتح محمد کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا درخت سے ٹکرایا اور اس کا سر پھٹ گیا۔

فردوس نے دیکھا وظیفہ پڑھتے پڑھتے فتح محمد کے سر سے خون بہنے لگا..... فردوس ڈر کر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی..... فتح محمد کا سر نیچے ڈھلک گیا اور صوفے پر ہی ڈھے گیا۔ جاوید صاحب نے فتح محمد کو ہلایا.....

"زندہ ہے مگر بے ہوش ہے۔ تم ڈاکٹر کو فون کرو" جاوید نے کہا۔

فتح محمد کو دو گھنٹے کے بعد مگر وہ اپنے آپے میں نہیں تھا اس پر خوف اور دہشت کی کیفیت طاری تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو..... فتح بھائی....." رضیہ نے اپنے بھائی کو مخاطب کر کے کہا۔ رضیہ کو جاوید صاحب نے فتح کے بے ہوش ہونے پر بلوا بھیجا تھا۔

فتح نے جاوید صاحب کی طرف دیکھا اور پھر فردوس کی طرف دیکھا۔

"تمہاری بچی بہت معصوم ہے..... ہو سکے تو جلد از جلد اس کی شادی کروا دو۔" فتح محمد نے جاوید کو کہا.....

فتح اور رضیہ کے جانے کے بعد جاوید صاحب بہت پریشان ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس سلسلے میں کامران سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ شادی کا فیصلہ ہی فردوس کی جان بچا سکتا تھا۔ کامران نے جب ساری بات سنی تو بغیر کسی حیل و حجت ان کی بات مان لی۔

نہ جانے کیوں فردوس کو ایسا لگ رہا تھا کہ یہ شادی شاید اسے راس نہ آئے..... کامران اس شادی

www.urdupalace.com

پر بہت خوش تھا۔ ہوتا بھی کیوں نہ اسے اس کے من کی محبت جو حاصل ہو رہی تھی۔ کامران کے والدین بھی اس شادی پر راضی اور خوش تھے۔ فردوس اس شادی پر خوش تو تھی مگر دل میں ڈر بھی تھا اور خوف بھی، کہیں اس کی شادی اس کی خوشیاں ماتم میں تبدیل نہ ہو جائیں۔

☆.....☆.....☆

فردوس اس وقت شہر کے مہنگے ترین بیوٹی پارلر میں دلہن بننے کے لئے آئی تھی۔ اس کے ساتھ اس کی جگری دوست شازیہ بھی تھی۔

"تو ہمیں بھول تو نہیں جائے گی پیا کے گھر جا کر....." شازیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "چل بیوقوف کہیں کی..... میں شادی کے بعد پڑھائی تھوڑی چھوڑ دوں گی۔ ابھی تو مجھے BSC کرنا ہے اس کے بعد MSC بھی....."

"بس..... بس..... پہلے تو شادی کر..... تو کتنی لکی ہے یار شادی ہو رہی ہے۔ پھر بورنگ باتیں..... شادی کے بعد تو انسان محبت اور رومانس کے سوا..... کچھ سوچتا نہیں۔" شازیہ نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

شازیہ کو اس طرح آہیں بھرتے دیکھ کر بیوٹی پارلر کی دوسری لڑکیاں چپکے مسکرا رہی تھیں.....

فردوس بیوٹیشن کے سامنے بیٹھی تھی، بیوٹیشن فردوس کے چہرے پر فیشل کرنے کے لئے پیسٹ تیار کر رہی تھی بہت سی بیوٹی کریموں کا مکسچر..... پیسٹ بناتے ہوئے اس کی نظر آئینے پر پڑی تو وہ ڈر کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

اس کو آئینے میں فردوس کی جگہ ایک انتہائی بدشکل بوڑھی عورت نظر آئی تھی جو اس کی جانب دیکھ کر ہنس رہی تھی.....

"ہو..... ہو..... ہا..... ہا.....

اس لڑکی کے حلق سے کربناک چیخ نکلی.....

"کیا ہوا..... کیا ہوا؟" شازیہ سمیت اسے دوسری بہت سی لڑکیوں نے گھیر لیا.....

"کیا ہوا تمہیں؟....." فردوس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"وہ..... وہ..... آئینہ....." لڑکی نے ہکلا کر جواب دیا۔

"کیا ہوا آئینہ میں....." سب نے بیک وقت پوچھا۔

ان سب نے آئینے کی طرف دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا..... "آئینے میں تو کوئی بھی نہیں ہے....." بیوٹی پارلر کی مالکن نے کہا۔

"مم..... مگر..... وہ عورت....."

"تمہیں وہم ہوا ہوگا..... چلو کلائنٹ کو ڈیل کرو..... شاباش۔"

وہ لڑکی ڈرتے ڈرتے..... فردوس کی طرف بڑھی..... جیسے ہی اس نے فردوس کے چہرے پر ہاتھ رکھا اس کی اور فردوس کی چیخ ایک ساتھ نکلی فردوس کی چیخ زیادہ کربناک تھی ان دونوں کو چیختے دیکھ کر دوسرے ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو ان کی بھی چیخیں نکل گئیں..... سب سے زیادہ خوفناک چیخ شازیہ کی تھی۔

آئینے سے ایک انتہائی خوفناک ہاتھ برآمد ہوا تھا..... جس نے فردوس کو پکڑ لیا تھا..... وہ ہاتھ بڑی تیزی سے فردوس کو آئینے کے اندر کھینچ رہا تھا..... ساری لڑکیوں کی فلک شگاف چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ ان میں سے دو چار بے ہوش بھی ہو گئی تھیں۔ شازیہ بھی ان میں شامل تھیں۔

فردوس کی مزاحمت بھی اس کے کام نہیں آ رہی تھی۔ اس کا حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنا..... فردوس پر نیم بے ہوشی طاری ہو چکی تھی۔ اس کی چیخیں اب حلق میں گھٹ چکی تھیں دیکھتے دیکھتے وہ پوری کی پوری آئینے میں داخل ہو چکی تھی۔ جو لڑکیاں ہوش میں تھیں۔ ان پر سکتے کی سی کیفیت طاری تھی۔

☆.....☆.....☆

جاوید صاحب پر یہ خبر بم بن کر ٹوٹی تھی..... جبکہ کامران کے لئے یہ خبر کسی تازیانے سے کم نہ تھی مگر اس نے تحمل سے کام لیا تھا۔

وہ اس وقت اپنے گھر میں بیٹھا دوستوں کے

www.urdupalace.com

ساتھ ہنسی مذاق کر رہا تھا۔ جب جاوید صاحب اس کے گھر میں داخل ہوئے تھے جاوید صاحب کا حلیہ دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے گھبرا گیا تھا..... جاوید صاحب کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں اور ان کا لٹا پٹا حلیہ..... جاوید صاحب اس کے گھر میں داخل ہوئے ہی اس سے لپٹ کر ڈھاریں مار مار کر رونے لگے تھے۔ کامران نے بدقت انہیں چپ کرایا۔

''وہ..... وہ..... ا..... ا..... اسے فردوس کو..... لک..... لے گیا۔'' جاوید صاحب روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولے تھے۔

''کون لے گیا.....؟ کسے لے گیا.....'' کامران نے چلا کر پوچھا۔ جاوید صاحب نے بدقت تمام قصہ سنایا۔ پوری بات سننے کے بعد کامران سناٹے میں آ گیا تھا۔

جبکہ کامران کے دوستوں کے چہرے پر غیر یقینی تاثرات تھے۔

''میرے ابو اس معاملے میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں کامران.....'' ایک دوست نے کہا۔

جاوید صاحب نے اس کی بات سن کر ڈوبتے تنکے کو آخری سہارا سمجھتے ہوئے کہا۔

''بیٹا..... احسان ہوگا تمہارا ہم پر۔''

''انکل ایسی بات نہیں۔ کامران جانتا ہے میرے ابو بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ مدد کر سکیں۔'' شیراز نے کہا۔

پروفیسر درانی کا تعلق ایک نجی بینک سے تھا وہ نجی بینک میں بڑے عہدے پر فائز تھے اور جاب کے بعد ضرورت مندوں کا فی سبیل اللہ روحانی علاج بھی کیا کرتے تھے۔ شیراز نے انہیں فون پر ساری صورتحال بتائی تو وہ جاوید صاحب سے ملنے پر آمادہ ہو گئے۔

جاوید صاحب اور کامران کو پروفیسر درانی نے 7 بجے کے بعد کا وقت دیا تھا وہ اس وقت درانی صاحب کے گھر میں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

''کیا آپ بچی کے استعمال کا کوئی کپڑا لائے ہیں۔'' درانی صاحب نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''درانی صاحب کے سر اور داڑھی کے سارے بال سفید ہو چکے تھے۔ چہرے مہرے سے وہ ایک نرم دل انسان معلوم ہوتے تھے۔ درانی صاحب نے سفید رنگ کا شلوار زیب تن کر رکھا تھا۔

''جی..... ہاں فردوس کے استعمال کا رومال ہے۔ میرے پاس۔'' جاوید صاحب نے کہا۔

''بہت خوب.....'' درانی صاحب مسکرائے۔

''میری بچی مل جائے گی نا..... درانی صاحب.....'' جاوید صاحب نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اللہ بڑا بادشاہ ہے..... جاوید صاحب حوصلہ رکھیں اس کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔''

''شیراز بیٹا..... شیشے کے گلاس میں پانی تو لے آؤ.....'' درانی صاحب نے اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔

شیراز یہ سن کر ڈرائنگ روم سے اٹھ کر چلا گیا۔ دو منٹ بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔

شیراز نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔

پروفیسر درانی نے جیب سے تسبیح نکالی جس کے دانوں کا رنگ سبز تھا۔ انہوں نے گلاس دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور بائیں ہاتھ میں تسبیح، چار پانچ منٹ تک وہ تسبیح پڑھ پڑھ کر پانی پر پھونکتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے گلاس میز پر رکھ دیا..... اس دوران وہ متواتر پڑھتے ہی جا رہے تھے۔

کامران نے دیکھا کہ درانی صاحب کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے اور چہرے پر زلزلے کی سی کیفیت نمایاں تھی۔

چند لمحوں بعد انہوں نے رومال گلاس کے پانی میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر سب چونک پڑے کہ پانی کا رنگ سرخ ہو چکا ہے۔

چند لمحوں کے بعد درانی صاحب نے سر اٹھایا تو کامران نے دیکھا کہ ان کا چہرہ پرسکون تھا مگر آنکھوں میں تشویش کے آثار نمایاں ہیں۔

''جاوید صاحب..... آپ کی بچی محفوظ ہے مگر سخت خطرے میں ہے۔''

www.urdupalace.com

''کیا مطلب.....؟'' کامران اور جاوید صاحب یک زبان ہو کر بولے۔

''مطلب یہ برخوردار کہ فردوس کا دوسرا جنم ہے.....''

''کیا.....؟'' وہ تینوں جاوید صاحب، کامران اور شیراز ایک ساتھ چیخ پڑے۔

''ہاں.....لیکن یہ اس کا دوسرا جنم نہیں صرف اس پہ ہم شکل ہونے کی وجہ سے عذاب سے دوچار ہے.....'' درانی صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

''میں سمجھا نہیں.....'' جاوید صاحب نے تنک کر کہا۔

''جاوید صاحب جو مجھے موکلات سے پتہ چلا وہی میں بتا رہا ہوں۔ میں آپ کو پوری تفصیل سے بتاتا ہوں۔

''یہ کہانی آج سے 850 برس پہلے شروع ہوئی جب روپ نگر ایک خوشحال ریاست ہوا کرتی تھی۔ روپ نگر پر ایک بہت نیک دل راجا کی حکومت تھی کرمان سنگھ..... کرمان سنگھ کے دور میں چند عیسائیوں نے عبادت گاہ بنانے کی اجازت چاہی ''جولیا'' جو کہ آٹھ سالہ علی اسے چرچ کی مقدس کنواری بنا دیا گیا..... چودہ سال بعد جولیا 22 سال کی ہوگئی اور کرمان سنگھ مر گیا۔ کرمان سنگھ کا بیٹا مان سنگھ حکومت میں آیا تو آتے ہی اس نے عیاشیوں کا بازار گرم کر دیا۔ کسی بہن کی، بیٹی کی عزت محفوظ نہ تھی.....'' اتنا کہہ کر درانی صاحب رکے.....

شیراز بول پڑا۔ ''پھر کیا ہوا.....؟'' اس کے لہجے میں بے صبری تھی۔ اس کی بے صبری دیکھ کر..... درانی صاحب مسکرائے۔

''جاوید صاحب اور کامران کے چہرے سے بھی بے صبری کا اظہار ہو رہا تھا۔

''میاں صبر کرو.....سنا تو رہا ہوں.....''

''مان سنگھ کالی دیوی کا پجاری تھا..... ایک روز اس نے جولیا کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا..... اس کی ہوس نے قسم کھالی کہ جولیا کو برباد کر دے گا۔ چاہتا تھا کہ وہ پیار سے اس کے پاس آجائے مگر جولیا نہ مانی تو اس نے اسے اٹھوا کر قید کروا دیا۔

دو روز تک بھوکا و پیاسا اذیت دینے کے بعد وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو جولیا کو اس کی خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا۔

جولیا ابھی اس کی خواب گاہ میں تھی کہ روپ نگر والوں نے بغاوت کر دی اور اس دوران جولیا کو موقع ملا اس نے خودکشی کر لی اور اپنی عزت محفوظ کر لی..... روپ نگر والوں نے فوج کے ساتھ مل کر مان سنگھ کو اذیت دے دے کر مار دیا..... اور اس کی لاش آدھی جلا کر چھوڑ دی تاکہ اس کی روح بھٹکتی رہے.....

مان سنگھ کالی کا پجاری تھا..... مان سنگھ مرنے کے بعد بھی نہیں مرا..... اس نے روح بن کر روپ نگر والوں پر بے حد ستم کئے..... ان کی بہن بیٹیاں آج بھی غائب ہوتی ہیں ان کا رزق جل جاتا ہے پراسرار طریقے سے فردوس کی بدقسمتی کہ فردوس 2 سال پہلے پکنک منانے روپ نگر گئی تھی..... وہاں اس کی روح فردوس کو دیکھ لیا فردوس کی دوسری بدقسمتی..... کہ وہ ٹھیک اسی دن پیدا ہوئی جس دن 850 سال پہلے جولیا نے خودکشی کی، مان سنگھ کی روح نے مسلسل فردوس کو عذاب میں رکھا، جولیا کے ساتھ پیش آنے والے تمام مناظر دکھائے، یہ ہے ساری کہانی.....'' درانی صاحب نے کہا۔

''کیا اس کو بچایا جا سکتا ہے؟'' کامران نے پوچھا۔

''بالکل..... کیوں نہیں تمہارے پاس دو دن ہیں کیونکہ مان سنگھ کی روح صرف چاند کی چودہ کو ہی کچھ کر سکتی ہے۔

کیونکہ چاند کی چودہ کو اسے مارا گیا تھا اور اسی رات جولیا نے خودکشی کی تھی۔

تم آج ہی نکل جاؤ..... روپ نگر اور چودہ تاریخ کو تم روپ نگر میں ہو گے۔'' درانی صاحب نے کہا۔

''میں جاؤں گا اور بچاؤں گا فردوس کو.....'' کامران نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''میں بھی چلوں گا بیٹا.....'' جاوید صاحب نے کہا۔

www.urdupalace.com

"آپ نہیں جاسکتے جاوید صاحب....." درانی صاحب نے کہا۔

"آپ میرے پاس ہی رہیں گے....." قدرے توقف کے بعد انہوں نے کہا۔

☆.....☆.....☆

چاند کی چودہ تاریخ تھی کامران روپ نگر پہنچ چکا تھا۔ پروفیسر درانی نے کامران کو ایک فیروزی رنگ والی انگوٹھی بھی دی تھی اور کہا تھا کہ "ہر مشکل میں کلام الٰہی کا سہارا لینا۔ انشاءاللہ کامیاب رہو گے۔"

شام کے چار بج چکے تھے۔ کامران حویلی جانے کے لئے نکل پڑا تھا۔ درانی صاحب نے کہا تھا کہ مان سنگھ کی روح جو بھی کارروائی کرے گی وہ رات 12 بجے سے پہلے ہی ہوگی۔ حویلی کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنے اوپر آیت الکرسی پڑھ کر دم کیا اور دروازہ کھول دیا۔ اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا اس کے سامنے ایک پرانا فوارہ تھا جو کہ خشک ہو چکا تھا۔ فوارہ سے دائیں طرف ایک صحن تھا۔ فوارے کے بالکل سامنے تھوڑا آگے ایک بہت بڑا برآمدہ تھا۔ برآمدہ کے سامنے ایک چھوٹا سا زینہ۔ ان سیڑھیوں کو چڑھنے کے بعد حویلی کا اندرونی حصہ شروع ہوتا تھا۔ کامران وہ سیڑھیاں چڑھ کر حویلی کے اندر داخل ہوگیا۔ سامنے ایک بہت بڑا چوبی ہال تھا۔ ہال کی چھت گنبد نما تھی دائیں طرف ایک گول چکردار زینہ تھا۔ کامران اس چکردار زینے پر چڑھ گیا، زینے پر چڑھتے ہی اسے ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ جیسے تیز سیٹی کی آواز، سیٹی کی آواز اوپری منزل سے آرہی تھی۔ جیسے وہ اوپر پہنچا اس کے سامنے ایک طویل برآمدہ تھا۔ جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لکڑی کے منقش ستون لگے تھے۔ ستونوں کے درمیان ایک جنگلا تھا۔ سیڑھیوں کے دائیں بائیں دونوں جانب دور تک چلا گیا تھا۔ کامران نے آہستہ آہستہ اس راہداری پر آگے بڑھنا شروع کردیا۔

وہ اس راہداری پر آگے چلتا گیا۔ جیسے ہی وہ راہداری ختم ہوئی اس کے سامنے ویسی ہی سیڑھیاں تھیں جو کہ حویلی کی دوسری منزل تک جاتی تھیں۔ کامران ایک ایک چیز کو آنکھیں پھاڑتے دیکھ رہا تھا وہ اپنے اندر ایک عجیب طرح کا خوف بیدار ہوتے محسوس کررہا تھا۔ کامران کے چلنے سے پہلی منزل کا برآمدہ چرچرا رہا تھا۔ چوں کہ حویلی کافی پرانی تھی اس کی سیڑھیوں پر دھول مٹی کی تہیں جم چکی تھیں، ریلنگ پر لگی مٹی تک کامران کے ہاتھوں پر لگ چکی تھی۔ کامران ان سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔ سیٹی کی آوازیں ابھی اس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

دوسری منزل پر پہنچ کر کامران کو سامنے ایک چوبی دروازہ دکھائی دیا۔ جو کہ بہت بڑا تھا۔ کامران جیسے ہی اس دروازہ کو کھول کر اندر داخل ہوا یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ کمرے میں انتہائی تیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو کہ گلاب گیندے اور موتیے کی تھی۔ اندر کا سراپا دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ کمرا کسی عیاش انسان کا ہے، کمرے کے اندر بھرپور روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ایک چیز واضح نظر آرہی تھی۔ خواب گاہ اتنی خوب صورت تھی کہ کامران حیران رہ گیا، کمرے کے وسط میں ایک گول مسہری تھی جس پر چھت سے لے کر زمین تک باریک سفید مچھر دانی لٹکی تھی۔ دیواروں پر خوب صورت عورتوں کی عریاں تصویریں لگی تھیں دائیں جانب سیاہ قیمتی الماری اسی لکڑی کے گول فریم میں جڑا آئینہ اور اس کے سامنے ایک اونچا سا اسٹول رکھا تھا۔

دفعتاً کامران کو ایسا لگا کہ مسہری پر کوئی لیٹا ہوا ہے۔ کامران نے جیسے ہی مچھر دانی ہٹا کر دیکھی تو وہ حیرت و خوف سے دنگ رہ گیا۔

مسہری پر فردوس عریاں حالت میں لیٹی تھی..... فروس بے ہوش تھی..... وہ فردوس کو خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا..... اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ کوئی نہ تھا۔ اس کے دل و دماغ پر انجانا سا خوف بسیرا کرنے لگا تھا۔

دفعتاً کامران کو جھٹکا لگا..... وہ زمین سے بلند ہو کر چھت سے ٹکرایا۔ زمین اور چھت کے بیچ میں ہی

www.urdupalace.com

معلق ہوگیا۔ دفعتاً اس نے دیکھا کہ ایک موٹا سا گینڈے نما آدمی جس کے بائیں گال پر زخم تھا نمودار ہوا ہے اور فردوس کی جانب بڑھ رہا ہے کامران اس کی آنکھوں میں ہوس صاف دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً فردوس کی آنکھ کھل گئی وہ سر تھامے اٹھ بیٹھی۔ اپنے آپ کو عریاں دیکھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا جسم چھپا کر گٹھری بن گئی۔

''میں نے کہا تھا تم میری ہو جولیا..... تم نے دوسرا جنم لیا صرف میرے لئے اب ہمیشہ کے لئے میرے ساتھ رہو گی.....'' اس کے لہجے میں تمسخر تھا۔

فردوس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کا چہرہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کا چہرہ عجیب طرح سے چمک رہا تھا۔ جیسے شعلہ دہک رہا ہو..... آنکھوں کی جگہ دو گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ مان سنگھ کی روح فردوس کی جانب بڑھنے لگی..... فردوس سمٹنے لگی تھی، اب وہ مسہری کے کونے سے لگ چکی تھی..... وہ اب مسہری پر چڑھ چکا تھا۔

''فردوس..... آیت الکرسی پڑھو.....'' کامران نے چیخ کر کہا۔

فردوس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے کامران ہوا میں بلند ہاتھ پیر مارتا نظر آیا۔

''کک..... کامران.....''

''آیت الکرسی..... پڑھو.....''

فردوس نے بلند آواز میں آیت الکرسی کی تلاوت شروع کر دی۔

مان سنگھ کے حلق سے دل خراش چیخ نکلی..... وہ چیختا ہوا پیچھے ہٹ گیا.....

فردوس نے فوراً مچھر دانی کا جال کھینچ کر اپنے جسم پر لپیٹ لیا۔

آیت الکرسی کی برکت تھی کہ..... کامران کا جسم سحر سے آزاد ہو گیا اور وہ نیچے گر گیا۔

اسی لمحے نہ جانے مان سنگھ کہاں غائب ہو گیا۔

''تم ٹھیک تو ہو ناں..... فردوس۔'' کامران نے پوچھا۔

''ہاں..... میں ٹھیک ہوں..... یہاں سے نکلنے کی کرتے ہیں۔'' فردوس نے سر جھکا کر کہا۔

دفعتاً فردوس کی نظر دروازے پر پڑی..... اس کی چیخ نکل گئی۔ دروازے پر بہت سی لڑکیاں برہنہ حالت میں کھڑی تھیں۔

''کون ہو تم.....؟'' کامران نے لرزتے ہوئے پوچھا۔

''ہم روپ نگر کی ان معصوم لڑکیوں کی روحیں ہیں جو کہ مان سنگھ کے ظلم کا شکار ہیں.....'' جواب ملا۔

''دفعتاً..... ایک شعلہ فردوس کی طرف لپکا..... فردوس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ فردوس اس شعلے سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹی۔

اس شعلے نے مان سنگھ کا روپ اختیار کر لیا.....

''تم ہار گئے..... مان سنگھ.....'' کامران نے کہا۔

مان سنگھ نے غصے سے مڑ کر دیکھا تو کامران نے سورۃ الناس کی تلاوت شروع کر دی.....

اللہ کے کلام کا معجزانہ اثر تھا..... مان سنگھ کی روح ایک دم اکڑ سی گئی.....

دوسرے پل اس کا جسم یوں پگھلنے لگا جیسے برف کا ہو.....

چند ہی لمحوں میں مان سنگھ کا وجود پانی بن کر بہنے لگا۔

کامران نے اس کا انجام دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔

اب وہاں کامران اور فردوس کے سوا کوئی نہ تھا۔ ان لڑکیوں کی روحیں بھی مان سنگھ کے انجام کے بعد پرسکون ہو چکی تھیں..... روپ نگر اب آسیب سے ہمیشہ کے لئے نجات پا چکا تھا۔

کامران اور فردوس حویلی سے باہر نکل آئے..... جیسے ہی وہ حویلی سے باہر نکل کر پہاڑ سے نیچے اترے۔

حویلی میں آگ لگ گئی۔ بھڑکتے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ روپ نگر سے اب آسیب کا قصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام ہو گیا تھا۔